فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ **ابو اُمامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:**

إِنْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَيَشْتَرِي أَحَدُهُمُ الْأُضْحِيَّةَ فَيُسَمِّنُهَا فَيَذْبَحُهَا بَعْدَ الْأَضْحٰى آخِرَ ذِي الْحِجَّةِ.

''یقیناً مسلمان قربانی کا جانور خرید تا تھا، اسے فربہ کرتا اور عید الاضحیٰ کے بعد ذو الحجہ کے آخری دنوں میں ذبح کرتا۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 19257)

جواب: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ذو الحجہ کے آخر میں ذبح کرنے کے الفاظ منکر اور غیر محفوظ ہیں۔

❀ **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

هٰذَا الْحَدِيثُ عَجِيبٌ.

''یہ حدیث عجیب (منکر) ہے۔''

(تغليق التّعليق لابن حجر : 6/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں:**

يُشِيرُ إِلٰى أَنَّ زِيَادَةَ قَوْلِهِ : فَيَذْبَحُهَا بَعْدَ الْأُضْحٰى آخِرَ ذِي

الْحِجَّةِ، مُسْتَنْكِرَةٌ.

''امام احمد رحمہ اللہ کے قول کی مراد یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کے بعد ذوالحجہ کے آخری دنوں میں جانور ذبح کرنے کے الفاظ ''منکر'' ہیں۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 108/5)

سوال: حدیث: «كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذِبْحٌ» ''ایام تشریق کے تمام دن قربانی کے ہیں۔'' بلحاظِ سند کیسی ہے؟

جواب: اس حدیث کی ساری کی ساری سندیں ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ.

''اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 131/12)

❁ یہ روایت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(مسند البزار [كشف الأستار : 1126]، الكامل لابن عدي : 269/3، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 295/9)

سند منقطع اور ضعیف ہے۔

① عبد الرحمٰن بن ابی حسین کا جبیر بن مطعم سے سماع ولقا نہیں۔

(التلخيص الحَبير لابن حجَر : 255/2)

② عبد الرحمٰن بن ابی حسین نوفلی ''مجہول الحال'' ہے، صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۱۰۹/۵)'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 82/4، السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 239/5، 295/9)

سند ضعیف و منقطع ہے۔ سلیمان بن موسیٰ اشدق نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۶) میں سلیمان اشدق اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے درمیان نافع بن جبیر کا واسطہ ہے، مگر یہ غلطی ہے، اس روایت کو سلیمان اشدق عن جبیر بن مطعم سے بیان کرنا ہی درست اور محفوظ ہے، پھر یہ سند بھی ضعیف ہے۔ سوید بن عبدالعزیز کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 304/4، 369/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ قَوِيٍّ لِأَنَّ رَاوِيهِ سُوَيْدٌ .

''یہ سند قوی نہیں ہے، کیونکہ اس کا راوی سوید (بن عبدالعزیز) ہے (جو کہ ضعیف ہے)۔''

(السّنن الكبرىٰ : 239/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو درست قرار دیا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ : 239/5)

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔

احمد بن عیسیٰ خشاب سخت ضعیف و مجروح ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مشہور راویوں کی طرف منکر روایتیں منسوب کر کے بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں کی طرف مقلوبات منسوب کر کے بیان کرتا ہے، یہ منفرد ہو، تو ناقابل حجت ہے۔''

(كتاب المَجروحين :146/1)

❁ یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

(الكامل لابن عدي : 400/6)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① معاویہ بن یحییٰ صدفی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 85/3)

② زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عِنْدِي .

''میرے مطابق یہ حدیث من گھڑت ہے۔''

(عِلَل ابن أبي حاتم: 493/4، ح: 1594)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورت احزاب کی آیت (33) نازل ہوئی تو:

أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ: إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ، وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، اللّٰهُمَّ أَهْلِي أَحَقُّ.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ فرمایا: میرے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اہل بیت میں شامل نہیں؟ فرمایا: آپ میری گھر والی ہیں اور بھلائی والی ہیں، جبکہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ! میری بیوی اس کی زیادہ حق دار ہے۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 416/2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔

(جواب): روایت ضعیف ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار ضعیف ہے۔ یہ منفرد روایات بیان کرتا ہے، اس روایت کے بعض الفاظ پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

(سوال): بوقت ضرورت ڈاڑھی منڈوانا کیسا ہے؟

(جواب): ڈاڑھی رکھنا فرض ہے، کسی صورت ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں۔ یہ مشرکین

اور مجوس کا عمل ہے۔

سوال: کیا تراویح کو مختصر کرنے کے لیے تشہد کے آخر میں درود اور دعائیں چھوڑنا جائز ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال: عیدگاہ میں کھیلنا کھودنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، عیدگاہ کے تمام احکام میں مسجد کی طرح نہیں ہے۔

سوال: کافر کی متروکہ زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی وارث زندہ نہیں، تو ایسے لاوارث پلاٹ پر مسجد بنانا جائز ہے۔

سوال: اگر کافر اپنی رقم سے مسجد تعمیر کرے، تو کیا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد کی اوپری منزل پر مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد کی دیوار پر کپڑے سکھانا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: تنخواہ دار اُستاذ کا مسجد میں پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: مسجد میں بیٹھ کر انگریزی پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد کی تعمیر کے لیے قادیانی سے چندہ لینا کیسا ہے؟

(جواب): قادیانی مرتد ہیں، ان سے کسی قسم کی معاونت جائز نہیں۔

(سوال): ستونوں کے درمیان صف بنانا کیسا ہے؟

(جواب): بوقت ضرورت ستونوں کے درمیان صف بنائی جا سکتی ہے۔

❀ عبدالحمید بن محمود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي الصَّفِّ، فَرَمَوْا بِنَا حَتّٰى أُلْقِينَا بَيْنَ السَّوَارِي، فَتَأَخَّرَ، فَلَمَّا صَلّٰى؛ قَالَ : قَدْ كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ صف میں تھے۔ لوگوں نے ہمیں دھکیلا، تو ہم ستونوں کے درمیان چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ستونوں سے پیچھے ہٹ گئے۔ نماز کے بعد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بچتے تھے۔''

(مسند أحمد : 104/3؛ سنن أبي داوٗد : 673؛ سنن النّسائي : 820؛ سنن التّرمذي : 229؛ السنن الكبرٰى للبيهقي : 104/3؛ المستدرك للحاكم : 210/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام خزیمہ (۱۵۶۸)، امام ابن حبان (۲۲۱۸) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۱۸/۱) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 578/1)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُّصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي، وَبِهٖ يَقُولُ

أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذٰلِكَ .

''اہل علم کی ایک جماعت نے ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ ﷭ یہی کہتے ہیں، جب کہ اہل علم کی ایک جماعت اس بارے میں رخصت بھی دیتی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 229)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ فرماتے ہیں:

لَا تَصُفُّوا بَيْنَ السَّوَارِي .

''ستونوں کے درمیان صف نہ بناؤ۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 104/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابن منذر ﷫ (۳۱۹ھ) لکھتے ہیں:

لَوِ اتَّقٰى مُتَّقٍ كَانَ حَسَنًا، وَلَا مَأْثَمَ عِنْدِي عَلٰى فَاعِلِهٖ .

''اجتناب بہتر ہے، لیکن اگر ایسا کرے، تو کوئی گناہ نہیں۔''

(الأوسَط : 184/4)

❀ علامہ ابن العربی ﷫ لکھتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي جَوَازِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي عِنْدَ الضِّيقِ، وَأَمَّا مَعَ السَّعَةِ؛ فَهُوَ مَكْرُوهٌ لِّلْجَمَاعَةِ، فَأَمَّا الْوَاحِدُ؛ فَلَا بَأْسَ بِهٖ، وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ بَيْنَ سَوَارِيهَا .

''تنگی کے وقت ستونوں کے درمیان صف بنانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ جگہ کی وسعت کے باوجود ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اکیلا شخص ایسا

کرے، تو حرج نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ میں دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔''

(عارضة الأحوذي : 28/2)

یہ کراہت تنزیہی ہے۔ مجبوری کی صورت میں ستونوں کے درمیان صف بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: مسجد کی زمین پر ذاتی مکان بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: کیا با جماعت نماز میں امام کا صفوں کے وسط میں ہونا ضروری ہے؟

جواب: امام کا صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہونا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

❀ ریطہ حنفیہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

أَمَّتْنَا عَائِشَةُ فَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ .

''ہمیں اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صف کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرائی۔''

(سنن الدّارقُطني : 1507، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 680/2)

اگر عورت عورتوں کی امامت کرا رہی ہو، وہ صف کے اندر درمیان میں کھڑی ہوگی اور اگر مرد امام ہو، تو وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہوگا۔

تنبیہ:

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

وَسِّطُوا الْإِمَامَ.

''امام کو درمیان میں کریں۔''

(سنن أبي داود :681)

سند ''ضعیف'' ہے، یحییٰ بن بشیر بن خلاد ''مستور'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ : يُجْهَلُ حَالُهُ وَحَالُ أَبِيهِ، (هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ وَحَالُ أُمِّهِ)، وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : لَيْسَ هٰذَا الْإِسْنَادُ بِقَوِيٍّ.

''ابن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس راوی کے اور اس کے والد (بل کہ والدہ) کے حالات معلوم نہیں۔ عبد الحق رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ سند قوی نہیں۔''

(میزان الاعتدال : 367/4)

والد کا ذکر غلطی ہے، درست یہ ہے کہ اس کی والدہ، امۃ الواحد بنت یامین بن عبد الرحمٰن بھی ''مجہولہ'' ہے۔

سوال: معتکف کا مسجد میں حجامت بنوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ مسجد کی صفائی کا خیال رکھے۔

سوال: نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کو تالا لگانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں بیش قیمت اشیا ہوتی ہیں، انہیں محفوظ رکھنے کے لیے مسجد کو تالا لگانا جائز ہے، اس میں سب کا فائدہ ہے۔

سوال: فلموں اور ڈراموں کی کیسٹیں فروخت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

''نیکی اور تقوی کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

(سوال): حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): حافظ ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، دمشقی رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اہل سنت کے بڑے امام ہیں۔ علمی دنیا میں آپ کو ''عماد الدین'' کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ مشہور مفسر اور عظیم مؤرخ ہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ الْفَقِيهُ الْمُحَدِّثُ الْأَوْحَدُ الْبَارِعُ عِمَادُ الدِّينِ ...... فَقِيهٌ مُتْقِنٌ، وَمُتَحَدِّثٌ مُتْقِنٌ، وَمُفَسِّرٌ نَقَّالٌ، وَلَهٗ تَصَانِيفُ مُّفِيدَةٌ يَدْرِي الْفِقْهَ وَيَفْهَمُ الْعَرَبِيَّةَ وَالْأُصُولَ، وَيَحْفَظُ جُمْلَةً صَالِحَةً مِّنَ الْمُتُونِ وَالتَّفْسِيرِ وَالرِّجَالِ وَأَحْوَالِهِمْ.

''آپ رحمہ اللہ امام، فقیہ، محدث، بے مثال، متقی و پرہیز گار اور دین کے ستون تھے۔ ......آپ رحمہ اللہ پختہ کار فقیہ اور محدث تھے، سلف کی تفاسیر کے ناقل تھے۔ آپ نے کئی عمدہ تصانیف چھوڑی ہیں۔ فقہ اسلامی سے گہرا لگاؤ تھا، عربیت اور اصول فقہ سے واقف تھے۔ آپ احادیث، رواۃ حدیث اور ان

کے حالات کے حافظ تھے۔

(المُعجم المُختَصّ بالمحدثین، ص 74)

❁ حافظ ابن ناصر الدین رحمہ اللہ (۸۴۲ھ) لکھتے ہیں:

اَلشَّیْخُ الْإِمَامُ الْعَلَّامَۃُ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّینِ ثِقَۃُ الْمُحَدِّثِینَ عُمْدَۃُ الْمُؤَرِّخِینَ عَلَمُ الْمُفَسِّرِینِ .

''شیخ، امام، علامہ، حافظ، عماد الدین، ثقہ محدث، عمدہ مؤرخ اور بہترین مفسر تھے (ابن کثیر رحمہ اللہ)۔'' (الرّدّ الوافر، ص 92)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَخَذَ عَنِ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ فَفُتِنَ بِحُبِّہٖ وَامْتُحِنَ لِسَبَبِہٖ وَکَانَ کَثِیرَ الْاِسْتِحْضَارِ حَسَنَ الْمُفَاکَہَۃِ سَارَتْ تَصَانِیفُہٗ فِي الْبِلَادِ فِي حَیَاتِہٖ وَانْتَفَعَ بِہَا النَّاسُ بَعْدَ وَفَاتِہٖ .

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ آپ کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے محبت کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رحمہ اللہ بیدار مغز اور خوش طبع انسان تھے۔ آپ کی تصانیف آپ کی زندگی میں ہی چہار سو پھیل گئیں اور آپ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بھی لوگ ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔''

(الدُّرر الکامنۃ :445/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) کہتے ہیں:

کَانَ قُدْوَۃَ الْعُلَمَاءِ وَالْحُفَّاظِ، وَعُمْدَۃَ أَہْلِ الْمَعَانِي وَالْأَلْفَاظِ،

وَسَمِعَ وَجَمَعَ وَصَنَّفَ وَدَرَّسَ وَحَدَّثَ وَأَلَّفَ، وَكَانَ لَهُ اطِّلَاعٌ عَظِيمٌ فِي الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ وَالتَّارِيخِ وَاشْتُهِرَ بِالضَّبْطِ وَالتَّحْرِيرِ، وَانْتَهٰى إِلَيْهِ عِلْمُ التَّارِيخِ وَالْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ، وَلَهٗ مُصَنَّفَاتٌ عَدِيدَةٌ مُّفِيدَةٌ.

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علما اور حفاظ میں رہنما کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہل لغت کے یہاں بھی ایک بڑا مقام پایا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے علم حاصل کیا، اسے جمع کیا، کتابیں تصنیف وتالیف کیں، تدریس کی اور حدیث کا درس دیا۔ آپ کو حدیث، تفسیر اور تاریخ میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ ضبط وتحریر میں معروف تھے۔ تاریخ، حدیث اور تفسیر کے علم میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ کی کئی مفید تصانیف ہیں۔''

(النّجوم الزّاهرة ليوسف بن تغري بردي: 123/11)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَهُ التَّفْسِيرُ الَّذِي لَمْ يُؤَلَّفْ عَلٰى نَمَطِهٖ مِثْلُهٗ.

''تفسیر ابن کثیر کی طرز پر کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔''

(ذيل طَبَقات الحُفاظ، ص 239)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ مِنْ أَكَابِرِ الْمُحَدِّثِينَ.

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے۔''

(الأسرار المرفوعة، ص 454)

❁ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''حافظ ابن کثیر، جن کا مرتبہ مفسر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے۔''

(خلافت وملوکیت، ص315)

❁ مفتی تقی عثمانی صاحب، محمد یوسف بنوری صاحب سے نقل کرتے ہیں:

''ایک تفسیر ابن کثیر......جس کے بارے میں ہمارے استاذ (حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ) فرماتے تھے: اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کر سکتی ہے، تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے۔ جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔''

(علوم القرآن، ص506)

❁ مفتی تقی عثمانی صاحب خود فرماتے ہیں:

''ان میں سرفہرست تفسیر ابن کثیر ہے۔ یہ حافظ عماد الدین، ابوالفداء، اسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر الشافعی رحمہ اللہ (متوفی: ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو تفسیر ابن جریر کا خلاصہ کہنا چاہیے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جو طریقہ اختیار فرمایا ہے، وہ تفسیر بالروایہ کا طریقہ ہے، یعنی ہر آیت کے تحت وہ پہلے اس کی تفسیر کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں، پھر اس کے مختلف کلمات یا جملوں کی تفسیر میں انہیں آنحضرت ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کی جتنی روایات ملتی ہیں، وہ ذکر فرماتے ہیں۔ لیکن ان سے پہلے کے جن مفسرین نے تفسیر بالروایہ کا طریقہ اختیار فرمایا ہے، مثلاً

حافظ ابن جریر رحمہ اللہ، ابن مردویہ رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ وغیرہ۔ انہوں نے تفسیری روایات کو صرف جمع کرنے کا کام کیا ہے۔ ان کی چھان پھٹک نہیں کی، لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ جلیل القدر محدث بھی ہیں اور روایات پر جرح وتنقید کے فن سے واقف ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اول تو ان ضعیف اور موضوع روایات کو بکثرت چھانٹ دیا ہے، جو متقدمین کی کتابوں میں لکھی چلی آ رہی تھیں، دوسرے جو کمزور روایات وہ لائے ہیں، عموماً ان کی علل اسناد پر تنبیہ فرما دی ہے۔ تفسیر بالروایہ کی کتابیں اکثر وبیشتر اسرائیلیات سے لبریز ہیں، لیکن ایسی روایات کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا طرز عمل انتہائی محتاط، صاف ستھرا اور خالص قرآن وحدیث پر مبنی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اول تو اپنی کتاب میں اسرائیلی روایات زیادہ نقل نہیں کیں اور جہاں نقل کی ہیں، وہاں عموماً یہ بتا دیا ہے کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں۔ بہرحال روایتی لحاظ سے تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ سب سے محتاط اور مستند تفسیر ہے۔ ...... تفسیر ابن کثیر نہایت جامع اور بے نظیر تفسیر ہے۔''

(علوم القرآن، ص501-502، تبصرے، ص173-174)

❀ نیز لکھتے ہیں:

''تفسیر ابن کثیر تمام کتب تفسیر میں ممتاز ترین اور مستند ترین تفسیر ہے۔ ...... بہرکیف تفسیر ابن کثیر علم تفسیر کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہے اور اسی لیے اہل علم ہر دور میں اس پر اعتماد کرتے اور اس کی قدر کرتے رہے ہیں۔'' (تبصرے، ص175)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنا تفسیری منہج بیان کرتے ہیں:

إِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا أَحْسَنُ طُرُقِ التَّفْسِيرِ؟ فَالْجَوَابُ : إِنَّ أَصَحَّ الطُّرُقِ فِي ذٰلِكَ أَنْ يُفَسَّر الْقُرْآنُ بِالْقُرْآنِ، فَمَا أُجْمِل فِي مَكَانٍ فَإِنَّهُ قَدْ فُسِّرَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ، فَإِنْ أَعْيَاكَ ذٰلِكَ فَعَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّهَا شَارِحَةٌ لِلْقُرْآنِ وَمُوَضِّحَةٌ لَهُ ...... إِذَا لَمْ نَجِدِ التَّفْسِيرَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ، رَجَعْنَا فِى ذٰلِكَ إِلٰى أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ، فَإِنَّهُمْ أَدْرٰى بِذٰلِكَ، لِمَا شَاهَدُوا مِنَ الْقَرَائِنِ وَالْأَحْوَالِ الَّتِي اخْتُصُّوا بِهَا، وَلِمَا لَهُمْ مِنَ الْفَهْمِ التَّامِّ، وَالْعِلْمِ الصَّحِيحِ، وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، لَا سِيَّمَا عُلَمَاؤُهُمْ وَكُبَرَاؤُهُمْ، كَالْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَالْأَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ...... إِذَا لَمْ تَجِدِ التَّفْسِيرَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ وَلَا وَجَدْتَهُ عَنِ الصَّحَابَةِ، فَقَدْ رَجَعَ كَثِيرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ فِي ذٰلِكَ إِلٰى أَقْوَالِ التَّابِعِينَ .

''اگر کوئی پوچھے کہ بہترین طرزِ تفسیر کیا ہے؟ تو اس سلسلہ میں سب سے بااعتماد طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔قرآن میں ایک جگہ اجمال ہوتا ہے،تو دوسری جگہ اس کی تفسیر کر دی جاتی ہے۔اگر ایسا ممکن نہ ہو،تو سنت کو دیکھا جائے گا۔سنت قرآن کی شرح اور وضاحت کرتی ہے۔......اگر قرآن یا سنت میں تفسیر نہ ملے،تو ہم اقوال صحابہ کی طرف رجوع کریں گے،وہ

تفسیر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، نیز وہی واقعات وقرائن کے عینی شاہد تھے، صحابہ میں فہم تام، علم صحیح اور عمل صالح موجود تھا۔ خاص طور پر علما اور کبار صحابہ، مثلاً خلفائے اربعہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔..... اگر آپ کو قرآن، سنت اور اقوال صحابہ میں تفسیر نہ ملے، تو اکثر ائمہ اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''

(مقدمة تفسير ابن كثير :1/7-10)

سوال: مرد کے لیے کانوں کو چھیدوا کر بالیاں وغیرہ ڈالنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: لڑکے یا مرد کے لیے کانوں کو چھیدوانا اور ان میں بالیاں وغیرہ ڈالنا شرعاً جائز نہیں ہے، یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے، جو کہ حرام ہے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''بچے کے کان کو چھید کرانے میں نہ کوئی دنیاوی مصلحت ہے، نہ ہی دینی۔ صرف اس کے اعضا میں سے ایک عضو کو کاٹنا ہے، جو کہ جائز نہیں ہے۔''

(تُحفة المَودود بأحكام المولود، ص 143)

❁ علامہ ابن نحاس دمشقی رحمہ اللہ (۸۱۴ھ) فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ بِدْعَةٌ يَجِبُ إِنْكَارُهَا وَالْمَنْعُ مِنْهَا .

''(بچے کے کان کو چھیدوانا) بدعت ہے، اس کا انکار کرنا اور اس سے منع کرنا واجب ہے۔''

(تنبيه الغافلين، ص 477)

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

سَبْعَةٌ مِّنَ السُّنَةِ فِي الصَّبِيِّ يَوْمَ السَّابِعِ؛ ...... تُثْقَبُ أُذُنُهُ .

''پیدائش کے ساتویں دن بچے کے متعلق سات اعمال سنت ہیں؛ ......اس کے کانوں کو چھیدوانا......۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 558)

سند ''ضعیف'' ہے، رواد بن جراح آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، قاسم بن مساور جوہری اور یحییٰ بن مساور جوہری کا ان سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔

لطیفہ:

❁ ابوالحسن علی بن اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میرے باپ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے کان پیدائشی طور پر چھیدے ہوئے تھے، تو میرے دادا راہویہ، فضل بن موسیٰ سینانی کے پاس گئے، ان سے اس بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: آپ کا بیٹا یا تو انتہائی اچھا انسان ہو گا یا انتہائی برا ہو گا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 347/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ وَحِكَايَةٌ عَجِيبَةٌ .

''اس کی سند حسن ہے اور یہ حکایت عجیب ہے۔''

(سِيَر أعلام النُّبَلاء : 380/11)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''گویا کہ امام فضل بن موسیٰ رحمہ اللہ یوں سمجھے کہ جس طرح یہ بچہ اس خاصیت میں دوسروں سے منفرد ہے، اسی طرح یہ دین یا دنیا میں دوسروں سے منفرد ہوگا۔''

(تُحفة المَودود، ص 143)

امام اسحاق بن راہویہ مروزی رحمہ اللہ نے بلادِ خراسان میں جہمیوں اور دیگر اہل بدعت کا خوب ردّ کیا، سنت کی بالا دستی اور صحیح اسلامی عقائد کی نشر و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

فائدہ:

بچی یا عورت کے لیے کانوں میں چھید کروانا جائز اور درست ہے، کیونکہ عورت زینت کے لیے زیور کی محتاج ہے۔

اس کے جواز پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ام زرع دلیل ہے۔ اس میں ہے کہ گیارویں عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں کہا:

أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ .

''اس نے زیورات سے میرے کان لٹکا دیئے۔''

(صحيح البخاري : 5189، صحيح مسلم : 2448)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید کے بعد عورتوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی تو:

جَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا .

''عورت اپنی بالیاں اتارنے لگی۔''

(صحيح البخاري : 5883، صحيح مسلم : 884)

الحاصل:

مرد کے لیے کانوں کو چھیدوانا اور ان میں بالیاں وغیرہ ڈالنا جائز نہیں ہے، بلکہ عورتوں سے مشابہت کی بنا پر حرام ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمان نوجوان غیر مسلموں کی نقالی میں شریعت مطہرہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

سوال: جسم کو گودنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بازو یا جسم کے کسی بھی حصہ پر سوئی یا کسی بھی چیز سے گود کر رنگ یا سرمہ بھرنا، اپنا یا محبوب کا لکھنا، نشان یا نقش وغیرہ بنانا مرد و زن سب کے لیے حرام، کبیرہ گناہ اور موجبِ لعنت ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰی عَنِ الْوَشْمِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کو گود کر رنگ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5944)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

''اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی عورتوں پر اور جسم کو گود کر نشان بنانے والی اور بنوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5947، صحيح مسلم : 2124)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کو گود کر نشان بنانے والی اور بنوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' (صحيح البخاري : 2238)